اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن مطبع اہلحدیث امرتسر سے شائع ہوتا ہے

REGISTRED L No. 352

اہلحدیث

امرتسر

جلد ۴ — نمبر ۲۳

یوم جمعہ - مورخہ ۲۸ صفر المظفر سنہ ۱۳۲۵ ہجری المقدس مطابق ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء

شرح قیمت

گورنمنٹ عالیہ سے سالانہ ۔
والیان ریاست سے ۔
رؤسا و جاگیرداروں سے ۔
عام خریداروں سے ۔
غیر ممالک سے ۔ ۵ شلنگ
ششماہی ۳ شلنگ
انڈیا والوں سے ۔

اجرت اشتہارات

کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے
جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام
مالک اخبار اہلحدیث امرتسر ہو۔

مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا۔
(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمت کرنا۔
(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کی تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہر حال پیشگی آنی چاہیے
(۲) بیرنگ خطوط واپس ہونگے
(۳) نامہ نگاروں کے مضامین بشرط پسند مفت درج ہونگے۔

اقانیم ثلاثہ پر محققانہ نظر

(ماخوذ از عصر جدید)

اقانیم جمع اقنوم کی ہے یہ لفظ سریانی زبان کا ہے ۔ اقنوم کے معنے "اصل کے" ہیں اور یہ مسئلہ مترادف مسئلہ التثلیث ہے ۔

ق ۱۔ یہ سنہ ۳۲۳ مسیحی میں اعلام نصاریٰ نے یہ مسئلہ ایجاد کیا ہے ۔ چنانچہ بحکم شاہ قسطنطین شہر نائس میں کمیٹی علماء نصاریٰ کی سنہ ۳۲۵ء میں محض اس غرض سے قائم ہوئی تھی ۔ کہ مسئلہ تثلیث اور الوہیت مسیح کو طے کریں ۔ چنانچہ طے ہوا ۔ اور مذہب مسیحی کا یہ مسئلہ اصل اصول دین قرار پایا ہے ۔

۲۔ الوہیت مسیح کا مسئلہ نصاریٰ نے یہود سے اخذ کیا ہے کیونکہ وہ جناب عزیر کو ابن اللہ کہتے ہیں اور نصاریٰ ہم سواد یہود کے ہیں ۔ اسی طرح اقانیم ثلاثہ کا مسئلہ جو ملک یونان و ہندوستان میں رائج تھا ۔ نصاریٰ نے یہود سے یا یونان یا ہندوستان کے باشندوں سے اخذ کیا ہوگا ۔

اسکی تحقیق کہ یونان و یہود سے یہ مسئلہ لیا گیا ہے یا ہندوستان سے لیا ہے بہت امر دشوار ہے جبکہ کتب سیر و تواریخ خاموش ہیں اور تمادی ایام طالع تحقیق ہے ۔

حکماء موحدین یونان کی کوشش سے اقنوم ثلاثہ کی بنیاد ملک یونان میں متزلزل ہوئی ہے کیونکہ انہوں نے موجودات عالم کے وجود کی تقسیم بہ تفصیل کی ہے جسکا وجود واجب الذات ہے وہ واجب الوجود ہے جیسی مراد انکی یہ ہے کہ جب تک وہ خالق عالم جسکا وجود واجب ہے (یعنی لازم ہے) نہ ہوتا تو عالم موجود نہ ہوتا ۔ اور اگر موجود ہونا اُس کا ممتنع ہو ۔ وہ ممتنع الوجود ہے ۔ ورنہ ممکن الوجود ہے فلاسفہ قدیم کی اصطلاح میں ممکن وہ ہے ۔ جو مسبوق بالعدم ہو ۔ جس سے مراد اُن کی یہ ہے کہ ممکن قبل موجود ہونے کے معدوم تھا ۔ مانند اس عالم کے کہ پیشتر معدوم تھا ۔ پھر موجود ہوا ہے ۔ اس لئے اس کو عالم حادث کہتے ہیں ۔ پس لفظ ممکن و حادث مترادف المعنی ہیں ہنود کے مذہب میں اعلام براہمہ اقنوم ثلاثہ سے مراد ۔ برہما ۔ بشن ۔ مہیش کو لیتے ہیں ۔

اطلاع دائمی : گم شدہ نمبر کی بابت پہلے دوسری ہفتے اطلاع آنے پر اخبار دوبارہ مفت تیسری ہفتے قیمت ا؎ بعد ازاں ۲؎ فی پرچہ ۔ نمبر اخبار اور نمبر خریداری کا لکھنا ضروری ہے ۔ منیجر

وہ ہر ایک کی خدمات جداگانہ رکھتے ہیں کوئی پیدا کرتا ہے کوئی مارتا ہے کوئی پرورش کرتا ہے +

علمائے نصاریٰ نے اقنوم ثلاثہ کی توضیح و تشریح بدیں طور کی ہے ۱۔ اگر ذات کا اتصاف ساتھ وجود کے ہو۔ وہ اقنوم پدری ہے ۲۔ اگر اتصاف ساتھ حیات کے ہو۔ وہ اقنوم روح القدس ہے ۳۔ اگر اتصاف ساتھ علم کے ہو وہ اقنوم پسری ہے المختصر اقنوم پدری سے مراد ذات واجب الوجود ہے۔ اور اقنوم پسری سے مراد مسیح ہیں۔ اقنوم روح القدس سے مراد جبرائیل ہیں واجب الوجود قدیم بالذات ہے۔ اور مسیح اور روح القدس دونوں حادث بالذات ہیں مسیح انیس سو برس سے زیادہ زمانہ ہوا ہے کہ وہ حادث ہوئے ہیں۔ اور اور روح القدس مسیح سے زیادہ مقدم ہیں بہرکیف یہ دونوں حادث ہیں حادث و قدیم کا اتحاد عقلاً و نقلاً ممتنع ہے جبکہ دونوں عینیت میں متغائر اور متناقض ہیں +

اس تمہید کے بعد مجھکو یہ ظاہر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں ناظرین کو آگاہ کروں کہ اس مسئلہ میں دو مطلب قابل توجہ ہیں۔

مطلب اول:۔ اقانیم ثلاثہ کی ماہیت و حقیقت کیا ہے؟ اس میں شک نہیں کہ جسکو نصاریٰ ساتھ اقنوم پدری کے تعبیر کرتے ہیں۔ وہ اس درجہ مجہول الکنہ والماہیت ہے کہ جسکی نسبت قرآن ہدایت کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے الی ربک المنتہی (یعنی تم اپنے رب تک پہونچکے کلام اور قیل وقال کو کوتاہ کرو)

مسلمانوں کا خدا وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے جسم و جسمانیت سے پاک و پاکیزہ ہے۔ نہ مکان رکھتا ہے نہ محل و مقام رکھتا ہے ہر جگہ موجود ہے اینما تولوا فثم وجہ اللہ بیمثال و بیمثل ہے کوئی شے اسکی مثل نہیں ہے۔ لیس کمثلہ شیٔ قادر و توانا اور قوی ہے ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر۔ نہ زن و فرزند رکھتا ہے لم یکن لہ صاحبۃ ولا ولدا۔ قدیم بالذات اور ازلی و ابدی اور حی و مدرک اور علیم و حکیم اور خالق و رازق ہے مگر نصاریٰ کا اقنوم پدری بے رحم اور ذریرا اور عاجز و مجبور ہے اور صاحب زن و فرزند اور محل حوادث ہے مسیح کا یہ ارشاد ایلی ایلی لما سبقتنی (ترجمہ۔ اے میرے خدا اے میرے

خدا تو نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا ہے۔ ان سب امور کی سند میں کہتا ہوں اگر قادر ہوتا تو اکلوتے پسر کے استغاثہ کو سنکر مدد دیتا اور صلیب پر مرنے نہ دیتا اور تیس برس تک معمولی آدمیوں کی بیشہ نجاری نہ کرتا اور نہ کسی قسم کے کرامت و معجزے مسیح سے ظاہر ہونے دیتے۔ یہ ماہیت و حقیقت اقنوم پدری کی ہے +

مسیح اور روح القدس کی ماہیت و حقیقت حدوث و امکان۔ ان دونوں کے حالات خود دلائل حدوث ہیں +

مطلب دوم۔ آیا اقانیم ثلاثہ کی عظمت و جلالت نصاریٰ کس درجہ کرتے ہیں۔ اقنوم پدری کی عظمت و جلالت مانند احاد ناس اور خروس الافراد کے برابر تر سا نہیں کرتے ہیں نصاریٰ جسقدر صفات منافی قدم ہیں وہ اقنوم پدری کی ثابت کرتے ہیں۔ اسکو محل حوادث قرار دیتے ہیں اور مجبور و عاجز اور صاحب عیال اسکو بتلاتے ہیں اضافت اقنوم کی طرف لفظ پدری کی منافی عظمت و جلالت خداوندی ہے۔

اقنوم پسری تیس برس تک نصاریٰ کا مسیح جسکو ساتھ اقنوم پسری کی تعبیر کرتے ہیں خانہ نشین رہا۔ نہ اُسنے انجیل کی منادی سنائی اور نہ کرامت و معجزہ کو دکھایا نہ کوئی فرشتہ اُن پر نازل ہوا ہے اور اپنے باپ کے پیشہ سے نجاری کا پیشہ کرتا رہا۔ باب اول لوقا کا درس ۲۷۔ اور ۳۰ دیکھو۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے یعنی خداوند مسیح نے نہ منادی سنائی نہ کوئی کرامت دکھائی بلکہ اقنوم پدری نے ابن کو صلیب تک بلکہ بعد صلیب بھی۔ بے خبری کی حالت میں ہر چند ایلی ایلی پکار کیا کسی نے دادرسی نہیں کی۔ مدتوں صلیب پر لٹکا رہا۔ (قریباً یہی اعتراض اولیاء اللہ کی شہادت پر ہو سکتا ہے ایڈیٹر)

اقنوم روح القدس۔ یہ روح پاک رفیق و جلیس مدتوں شمعون کاہن کے یروشلم میں ساتھ رہے باب اول لوقا درس ۲۷ اور درس ۳۰ کو پڑھنا چاہئے جس میں صاف صاف لکھا ہے کہ روح القدس نے شمعون کاہن کو خبر دی تھی کہ جب تک تو خداوند مسیح کو نہ دیکھیگا نہ مریگا۔ اور باب دہم مرقس درس ۲۸ لغایت ۳۰ ملاحظہ ہو جسمیں لکھا ہے کہ روح ناپاک ہے۔ جو شمعون کاہن کے پاس تھی الحاصل اعلام نصاریٰ نے غور نہیں کیا کہ خالق عالم عزوجل

ahmadimuslim.de

نے کس درجہ جناب روح اللہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے قبل عروج آسمانی اور بعد عروج کے اعانت انکی کے واقعات قبل عروج گہوارہ میں قوت گویائی عطا کی ہے سورۂ مریم میں خدا فرماتا ہے قال انی عبد اللہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیا (میں خدا کا بندہ ہوں مجھکو کتاب انجیل دی ہے اور مجھکو نبی گردانا ہے)

اس گویائی گہوارہ نے یہ فائدہ دکھایا کہ یہود کا اتہام ناز یبا رفع ہوگیا اور اس نمایاں کرامت کیوجہ سے سیدہ نساء عالم مادر جناب مسیح مقدس قرار پائیں اور صدہا مجذوم ومبروص وکور مادرزاد کو صحت ملی ہے +

بعد عروج کے واقعات سے عظمت وجلالت حضرت مسیح علیہ السلام کی یہ ظاہر ہوئی کہ فرقہ یہود کا پسپا ہوا۔ اور دین مسیحی ملک ملک کے سکان جو رعایا جو برایا جو سلطان دین حق پر ایمان لائے اور نجات ابدی پائی +

اکثر فرق مسیحی قائل عبودیت مسیح اور عروج مسیح اور بنیت مسیح کے ہیں جنکی توضیح بعد کو انشاء اللہ کرونگا۔ اسلام تنہا مدعی نہیں ہے گو اسلامی آسمانی کتاب جسکا نام قرآن پاک ہے وہ وحدانیت خدا اور عبودیت مسیح کو ثابت کرتا ہے لیکن مخالفین قرآن مجید اسکو تسلیم نہیں کریں گے۔ لہٰذا میں اس مقام پر بعض کتب عہد عتیق کی عبارت پر اکتفا کرتا ہوں جنمیں تحریف کی گنجائش قلیل نقال نہیں ہے۔

کتاب لیسعیاہ نبی (۶) رب الافواج فرماتا ہے کہ میں اول ہوں اور میں آخر ہوں۔ کتاب مذکور ۱۸۴۳ تم جانو اور مجھپر ایمان لاؤ اور سمجھو کہ میں وہی ہوں۔ مجھسے آگے خدا نہ تھا اور میرے بعد کوئی نہ ہوگا۔

باقی کتاب استثنا اور کتاب یوشع اور شمویل وسلاطین شہادت دیتی ہیں کہ خدا واحد یگانہ ہے۔ باوجودیکہ یہ کتب سماوی وحدانیت کی شہادت دیتے ہیں اور ان کتب کو بیبل میں داخل جانتے ہیں تاہم مشرک کہلاتے ہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ سید محمد رضا ترمذی بلگرامی

اڈیٹر صاحب اہل فقہ جواب دیں

ہم نے ۱۶ فروری کے پرچہ میں اس عنوان سے ایک سوال کیا تھا جسکا جواب آجتک اہل فقہ نے نہ دیا۔ اس لئے ہم مکرر بغرض یاد دہانی اُس سوال کو لکھتے ہیں شائد اڈیٹر صاحب توجہ فرماکر جواب عنایت کریں۔ وہ سوال یہ ہے:۔

"اہل فقہ کے ہر ایک نمبر میں لکھا ہوتا ہے الجرح علی البخاری یعنی امام بخاری کی عیب شماری جس سے نتیجہ یہ نکالا جاتا ہے کہ اہل فقہ کا اڈیٹر اس کے نامہ نگار امام بخاری کو معتبر اور ثقہ نہیں جانتے تاہم اڈیٹر اہل فقہ انجوی کے مدح پر لکھتا ہے کہ ہم پر یہ بہتان ہے کہ ہم امام بخاری کی توہین کرتے ہیں" اچھا تو اب سوال یہ ہے کہ جس طرح الجرح علی البخاری لکھنے سے آپ توہین بخاری نہیں کرتے۔ کیا کسی غیر حنفی مثل شافعی حنبلی وغیرہ کا بھی حق ہے کہ الجرح علی ابی حنیفہ کے عنوان سے امام ابو حنیفہ مرحوم کے قبائح اور عیوب شمار کرے تو پھر آپ ایسے شخص کو امام کی توہین کرنیوالا تو نہ جانینگے؟ مہربانی سے دو حرفہ جواب دیں" (اڈیٹر)

امام بخاری کی توہین کرنیوالا کون ہے؟

بعد سلام اینکہ عرصہ ہوا کہ ایک خط جسکی نقل ذیل میں ہے ہمنے اڈیٹر اہل فقہ کو لکھا تھا مگر اس نے کچھ خیال نہیں کیا۔ اس لئے حضور کو تکلیف دیتا ہوں کہ براہ مہربانی اپنے اخبار اہل حدیث میں اس کو شائع کرا دیجئے ۱۵۔ مارچ ۱۹۱۲ء سے معلوم ہوا کہ کسی شخص نے حضور کو لکھا ہے کہ اڈیٹر اہل فقہ کا جواب[1] نہ دیجیو اور آپنے بھی اس مشورہ کو منظور کیا جنابمن ہمارا خیال تو یہ ہے کہ اہل فقہ کا جواب ہمیشہ دیا جاوے اگر نہ دیا جاویگا۔ تو اور شیر ہو جاویگا۔ آپ ضرور اس کا جواب دیا کیجئے امید ہے کہ اور لوگ بھی رائے دینگے + راقم کریم الدین از سیلان

امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے پر ایک عمدہ بحث

(از مولوی عبد العظیم صاحب حیدر آبادی)

ایک پرچہ اہل فقہ مورخہ ۵ محرم کا میری نظر سے گذرا۔ اُس میں ایک فاضل نامہ نگار کا مضمون بایں عنوان دیکھنے میں آیا (امام کے پیچھے قرأت نکرنے پر ایک عمدہ بحث) مگر ناظرین کو دیکھتے ہوئے بار بار ہنسی بھی آتی تھی اور ایک وجہ سے رونا بھی۔ ہنسی تو اسوجہ سے کہ ان اہل الرائے کو اہل حدیث کے مقابلہ میں آ

[1] جواب دینے سے نہیں روکا بلکہ اہل فقہ کی طرح لکھنے سے روکا ہے (اڈیٹر)

ہو رہے کتنی دقتیں پیش آتی ہیں کہ انشاء اللہ جب اہل حدیث اہل فقہ سے مقابلہ کرنے لگا۔ تو مہا بھی چوکڑی بھول گئے۔ کچھ بھی سدھ بدھ نہیں تقریریں جتنی بے ربط ہوتی ہیں۔ وہ سب پریشان اور روتا اس وجہ سے کہ ان لوگوں تو فقہ ہی سہارہ کی ہو۔ یہ اپنی غیر مذاق علم حدیث میں بحث کرنے آتے ہیں افسوس کہ لوجہ بے سمجھی کہیں تو حدیث کا مطلب غلط تحریر کر دیتے ہیں۔ کہیں صاف حدیث ہی سے انکار کر دیتے ہیں اور کہیں حدیث کے ایک آدھ لفظ کو چھپا دیتے ہیں جیسے ہم ابھی اس مضمون میں اہل فقہ کو فاضل نامہ نگار کا ٹھوکریں کھانا ثابت کریں گے +

اہل فقہ کے کمیٹی والو۔ جب تم نے دعوی کر لیا کہ فقہ ہی حدیث ہے تو پھر تم حدیث کو اپنے دلائل میں کیوں پیش کرتے ہو۔ تمہاری عمر تو فقہ ہی میں گذری پھر حدیث پاک کو تم نے کیا سمجھا جو بحث کر نکلے منہ لال کیا۔ ابھی ذرا احادیث کو تو کسی محدث سے نکالو۔ پھر آنکر ایسے سوالات کرو اگر احادیث تمہارے نکلے ہوتے تو کبھی اتنی لغزشیں تمکو نصیب نہ ہوتیں دیکھئے اول تو فاضل نامہ نگار نے سورۂ فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے پر اس آیت کو پیش کیا ہے جسکا جواب بارہا دیا گیا۔ وہ ہو تھا۔ اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔ یہاں تو اسکا جواب صرف اتنا دیکر چلتا ہوں کہ اس آیت سے سورہ فاتحہ مستثنیٰ ہی رہیگا (مطمئن رہئے ابھی آئندہ اس آیت کا پورا تسلی بخش جواب دونگا)۔

اس آیت کے پیش کرنے کے بعد فاضل نامہ نگار نے نسائی کی یہ حدیث پیش کی ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتم بہ۔ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا اللھم ربنا لک الحمد۔ اس حدیث کے اس ٹکڑے واذا قرء فانصتوا سے اپنا مطلب نکالنا چاہا ہے۔ سنئے اس حدیث میں تعلیم اس بات کی ہے کہ رکوع تکبیر وغیرہ سب موافق امام کے کریں۔ رہا وہ لفظ واذا قرء فانصتوا یہ بھی صحیح ہے یعنی جب امام قرأت شروع کرے تو تم خاموش رہو الحمد کہ اہل حدیث اس کے سچے عامل ہیں کیونکہ سورۂ فاتحہ نفس ہی میں پڑھا کر لیتے ہیں نہ پکار کر اور جو آنہیں اور اُن کے مقابلہ پر یہ آیت پیش کی جاتی ہے سخت غلطی ہے اس لئے کہ سکوت اور انصات اسی شخص کو ہے جو آواز کرے۔ اور نفس میں سورہ فاتحہ پڑھنے کی نہ اس حدیث نے نفی کی ہے۔ نہ ہی آیت بالا نے بلکہ دیکھو حدیث مسلم سے سورۂ فاتحہ کا نفس میں پڑھنا معلوم ہوتا ہے اور یہ حدیث مسلم کی اس حدیث نسائی کو واضح کر دیتی ہے عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی صلوٰۃ لم یقرء فیہا بام القرآن فھی خداج ثلاثا غیر تمام فقیل لابی ھریرۃ انا نکون وراء الامام فقال اقرء بھا فی نفسک۔ یہ دو نفس حدیثیں یعنی نسائی کی وہ حدیث اور مسلم کی یہ حدیث دونوں ابوہریرہ کی روایت سے ہیں۔ حدیث نسائی مجمل ہے مسلم کی۔ یہ حدیث اوسکی مفسر ہے۔ اگر حدیث نسائی کو مجمل نہ جانیں اور اسکو مفسر تو ابوہریرہ کا کلام دو طرح سے کہنا لازم آئیگا اور یہ منصب اہلحدیث کا نہیں۔ اس لئے دو حدیثوں میں تطبیق دیا کرتے ہیں۔ غیر اس حدیث مسلم کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت نے تین بار فرمایا۔ جو شخص نماز پڑھے اور سورہ فاتحہ کو نہ پڑھے۔ تو نماز اس شخص کی بیکار ہے اور نماز غیر تمام ہوگی جب یہ حدیث سنی گئی تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ اے ابوہریرہ کیا ہم امام کے پیچھے رہیں۔ تب بھی سورہ فاتحہ پڑھیں۔ ابوہریرہ نے کہا۔ ہاں نفس میں پڑھا کرو۔ یہ حکم ابوہریرہ کا اسی لئے تھا کہ نفس میں پڑھنے سے نہ وہ آیت صادق آتی ہے نہ اون کی دوسری روائت تنا قض ہوتی ہے۔ اگر تمہارے اس استدلال سے انکار ہے۔ تو ہمیں سمجھائیں کہ ایک روائت ابوہریرہ کی نسائی میں ایک طرح سے کیسے وارد ہے اور مسلم میں ایک طرح سے کیسے۔ ہمارے نزدیک تو دونوں حدیثیں دراصل ایک ہی ہیں اگر کوئی عالم سمجھدار ہو تو سمجھ کر فہم کیا سمجھیں گے اور پھر دوسری حدیث عبد ابن حمید بیہقی کی ابی العالیہ سے نقل کیا کہ صحابہ سب سکوت کرتے تھے۔ وہ بھی یہی جواب ہے کہ بیشک صحابہ سکوت فرماتے ہونگے۔ اسی طرح اہلحدیث بھی سکوت ہی کرتے ہیں کب وہ آواز کے ساتھ پیچھے امام کے قرأۃ فاتحہ کرتے ہیں۔ خدا سمجھ کر تقریر کرو۔ تقریر میں اتنے پریشان نہ ہو جاؤ اور حدیث عبادۃ ابن [illegible] بحث کی پیش کی ہے۔ لا یقرءن احد منکم شیئا اذا جھرت بالقرآن یہ حدیث دارقطنی کی روایت سے ہے خود نامہ نگار نے لکھا ہے قال الدار قطنی رجالہ کلھم ثقات۔

ہم نے جہاں کہ اتنی عبارت ہے اسی جگہ دیکھا تو حدیث عبادۃ ابن صامت کی اسی طرح نہیں پائی جسطرح کہ نامہ نگار نے لکھا تھا۔ بلکہ وہاں کی عبارت پوری ہم نقل کرتے ہیں عن عبادۃ ابن الصامت قال لا یقرءن احد منکم شیئا من القرآن اذا جھرت بالقرءۃ الا بام القرآن قال الدار قطنی رجالہ کلھم ثقات

نوٹ
آجکل کے یہ عام تعلیم یافتہ نوجوان تجارت کو جتنا ... ہیں اور کوئی شے ایک حد تک نوجوانوں کے لئے کرنے کو نا ممکن ہیں ایک دوکان بازاری کی ہو جس میں بساطی مال جیسے چاقو قینچیاں بیٹنیاں موم بتیاں سوئیاں تعل بٹن لیمپ پرچ شیشے ریلیں ٹرے فروٹ سرنگر ... بوٹ لیمونیڈ وغیرہ دوکانوں کے بکنے ہیں جو صاحب لاہور میں بچشم خود ہمارا مال دیکھتے ہیں کوئی ... دکان سے ایک دفعہ پھر ہمیشہ کے لئے خرید نوٹ ہماری دوکان کیجاتی ہیں یہ مقام ملاقاتی جواب کے ... عاجز المشتہر ... ڈبی بازار

ترجمہ۔ کوئی تم میں جب امام قرأۃ شروع کرے تو کچھ بھی نہ پڑھے مگر ام القرآن یعنی سورۂ فاتحہ۔ نامہ نگار نے صرف اپنی چالاکی سے اپنا مطلب نکالنے کے لئے لابام القرآن کو چھپا دیا (تلف)۔ اور سنو جیسے اس حدیث کے لفظ شیئا سے سورہ فاتحہ مستثنے ہے اسی طرح حدیث مسلم لا قرأۃ مع الامام فی شئی سے بھی سورہ فاتحہ مستثنے ہی ہے آپ اس کو حدیث بالا پر قیاس کیجئے کیونکہ اس میں بھی لفظ شئی ہے اس میں بھی لفظ شئی مگر وہ حدیث واضح ہے جس میں ایک دو الفاظ حدیث مسلم سے بڑھے ہوئے ہی ہیں اور اس میں سورۂ فاتحہ کا استثنا بھی ظاہر ہے اور جو حدیث نقل کیا ہے کہ آنحضرت نے نماز پڑھنے کے بعد پوچھا کس نے میرے پیچھے قرأۃ کی پھر آپ نے کہا کہ کیا تو مجھے جھگڑتا ہے۔

سنو بھائیو! انصاف سے سنو۔ وہ صحابی آواز سے پیچھے حضرت کے پڑھتے تھے جیسی آنحضرت نے آواز کو سنکر ممانعت فرمایا کہ آواز سے کوئی خلف امام نہ پڑھے نہ آپ نے یہ ممانعت کیا کہ نفس میں بھی نہ پڑھے۔ اور جو عمران ابن حصین سے حدیث نقل کیا ہے کہ نماز ظہر۔ عصر میں پیچھے آنحضرت کسی نے سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھا تو آپ نے سنکر منع کیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ نامہ نگار کیوں یہ حدیث کو اپنے دلیل میں لایا ہے حالانکہ ان کا کوئی مطلب اس سے نہیں نکلتا۔ سچ ہے اہلحدیث کے مقابلہ میں آتے ہوئے پریشان رہجاتے ہیں۔ اس حدیث میں سبح اسم ربک الاعلیٰ سے ممانعت ہے نہ سورہ فاتحہ سے۔

ہم یہانتک تو انہیں کے پیش کردہ دلائل کا رد کرتے آئے مگر اب یہاں سے قرأۃ فاتحہ خلف امام کو ثابت کرتے ہیں لیکن اس ثبوت کے وقت اُن کی اُس پیش کی ہوئی آیت اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون :۔ ہی سے قرأۃ فاتحہ خلف امام کو ثابت کرتے ہیں ذرا یہاں آپ ناظرین غور اور انصاف سے ملاحظہ کریں۔ پہلے تو ہم کہتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ اس کا محل نزول اور ہے مگر مجبوری تسلیم کرتے ہیں کہ یہ آیت نماز ہی کے لئے مخصوص ہے۔ یاد رکھو اس آیت کو پوری نقل کر دینے سے ہمارا مدعا بر آجاتا ہے اور ہماری دعوی اچھی طرح ثابت ہوجاتا ہے اور احادیث صحیحہ واردہ اس آیت کے بالکل مطابق بن جاتی ہیں آیت پوری نویں سیپارہ میں یوں ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ذرا آپ لوگ غور سے سمجھیں تو ثبوت قرأۃ فاتحہ خلف امام پر یہ آیت کافی دلیل بن جاتی ہے ارشاد ہے جب قرآن پڑھا جائے تو سنتے رہو اور خاموش ہو جاؤ۔ شاید تم کو وہم ہو۔ اب یہاں سے ارشاد ہوتا ہے کہ کہیں اس آیت کے دیکھتے ہی سورۂ فاتحہ خلف امام کو بھی چھوڑ دوگے نہیں نہیں بلکہ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً تیرے پروردگار کا ذکر نفس میں کر۔ اب اس جگہ حدیث ابی ہریرہ کو جو مسلم سے میں نے نقل کر آیا ہوں نکالئے تو بالکل اس آیت کے مطابق ہو جائیگا اور فرمان ابوہریرہ کا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ بالکل اس آیت کے موافق۔ اور تشریح کی جاتی ہے کہ ہمارے ارشاد فاستمعوا لہ وانصتوا سے مراد کیا ہے دون الجهر من القول پکار کر کچھ نہ پڑھیں۔ آہستہ نفس میں پڑھنے کی ممانعت نہیں۔

اور تشریح ہوتی ہے بالغدو والاصال صبح کے وقت اور مغرب اور عشا میں۔ اس کا مطلب یہ کہ یہ نمازیں ہیں اس میں امام کہ جہر سے پڑھتا ہے تو تم فاستمعوا الخ سے سورہ فاتحہ چھوڑ دوگے بلکہ تم جہری نمازوں غدو و آصال میں بھی برابر نفس میں ذکر خدا کرو۔ یعنی دوسرے الفاظ میں سورہ فاتحہ پڑھو۔ (تفسیر کبیر ملاحظہ ہو۔ ایڈیٹر)

اور زیادہ تشریح ہے ولا تکن من الغافلین کہیں لا تقربوا الصلوۃ کے مثل صرف اذا قرئ القرآن الخ۔ ترحمون کو دیکھ لیکر سورہ فاتحہ سے غافل ہو جا ولا تکن من الغافلین (اس پر نظر بار بار ڈالئے اس کو اچھی طرح ذہن نشین کیجئے) چلو ہمارا مطلب اس آیت سے الحمد للہ بہت اچھی طرح نکل آیا کہ سورہ فاتحہ کو جہری میں پڑھنا مقتدی پر لازم ہے۔ اب اُمید ہے کہ اہل فقہ کبھی پھر کبھی اس آیت کو اپنی دلیل میں پیش نہ کریگی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) اب احادیث اس کے ثبوت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ بخاری۔ ابن ماجہ وغیرہما میں ہے کہ لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب جو شخص سورہ فاتحہ کو نہ پڑھیگا اُس کی نماز نہ ہوگی لفظ مَن میں مقتدی امام سب داخل ہیں۔ دوسرا ابن ماجہ میں ہے کل صلوۃ لا یقرء فیها بام الکتاب فهی خداج۔ ہر نماز جسمیں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جاوے بیکار ناقص ہے کل صلوۃ میں فرض۔ سنت سب داخل ہے۔ تیسرا عبادہ ابن صامت سے مروی ہے۔ قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبح فثقلت علیہ القرأۃ فلما انصرف قال انی اراکم تقرءون وراء امامکم قال قلنا یا رسول اللہ قال لا تفعلوا

بحث تناسخ قیمت ۳ر نماز اربعہ یعنی ہندوؤں۔ آریوں۔ عیسائیوں۔ اور مسلمانوں کی نمازوں کا مقابلہ قیمت ۲ر مینیجر

کا جام القرآن - ترجمہ حضرت صبح کی نماز پڑھا رہے تھے اور پیچھے کچھ صحابہ پڑھ رہے تھے جس سے آپ کو بار ہو رہا تھا۔ جب حضرت نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ کچھ پڑھتے ہو ہرگز ایسا نہ کرنا۔ مگر سورہ فاتحہ پڑھ لینا۔ اس حدیث میں بیشک آنحضرت کا حکم رہا ہے کہ کچھ نہ پڑھیں مگر سورہ فاتحہ کو۔ اس حدیث میں صحابہ کا پڑھنا آواز سے تھا جبھی تو ثقلت علیہ القرءۃ۔ قراۃ لوگوں کی آپ پر بھاری ہوئی۔ ناظرین اس حدیث سے بڑھکر اور کونسی واضح حدیث دکھاؤں۔ کتنا کھلا حکم آنحضرت کا ہے۔ ماشاءاللہ

اور مزید اطمینان کے لئے سنئے جزء القراۃ میں حضرت امام ہمام بخاری رضی اللہ تعالے عنہ نے نکالا ہے عن رجل من اصحاب النبی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلکم تقرءون والامام یقرء قالوا انا لنفعل قال لا الا ان یقرء احدکم بفاتحۃ الکتاب۔ صححہ ابن حبان والحاکم والبیہقی وقال الحافظ ابن حجر اسنادہ حسن ترجمہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تم لوگ شاید میرے پیچھے کچھ پڑھتے ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم پڑھا کرتے ہیں آپ نے فرمایا دیکھو صرف سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو اور کچھ نہ پڑھنا۔ دیکھی حدیث کیسی صاف ہے۔ حضرت احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

اور لیجئے کہ تحریمہ صلوۃ لا تجزئ فیہا بفاتحۃ الکتاب - یعنی نماز جب تک پوری نہیں ہوتی جب تک کہ سورہ فاتحہ نہ پڑھیں اس حدیث کو نووی نے نقل کرکے لکھا ہے بہذا مذہب مالک والشافعی وجمہور العلماء من الصحابۃ والتابعین فمن بعدہم یعنی امام مالک امام شافعی تمام صحابہ تابعین تبع تابعین کا یہی مذہب تھا کہ سورۂ فاتحہ خلف امام کو واجب سمجھتے تھے۔ اب ہم کہاں تک نقل کرتے جائیں۔ جتنے نقل کئے جائیں اتنے تھوڑے ہی ہیں۔

میرے پیارے احباب ہماری اس مختصر تقریر سے بھی آپ اچھی طرح کافی طور پر اپنے مطلب کو یعنی سورہ فاتحہ خلف امام کو پا سکتے ہیں۔ اے میرے بھائیو آخری التماس تمہاری خدمت میں یہ ہے کہ بار بار ہماری تقریر کو غور سے دیکھو اور سورۂ فاتحہ خلف امام کو نہ چھوڑو ورنہ تمہاری نماز بیکار رہیگی۔ بہت شا کا دھوکا کھا کر نماز برباد نہ کرلو۔

ہر آنچہ شرط وفا بود با تو می گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

حدیث نبوی اور تقلید شخصی قابل دید کتاب ہے قیمت ۲ر منیجر

روح و مادہ

اہل علم پر مخفی نہیں کہ موت اور حیات دونوں مخلوق ہیں اس لئے کہ موت قسیم یعنی ہمرتبہ اور جوڑ ہے حیات کا اور حیات کو سقراط نے محدود اور موجد بقا و فنا کہا ہے ملل و نحل جلد ثانی صفحہ ۴ اور یہ اوصاف بقول حکیم فلوطرخیس اس چیز کے ہیں جو ازلی نہیں۔ ملل و نحل جلد ثانی صفحہ ۱۰۱ اور جو چیز ازلی نہیں مخلوق ہے۔ علاوہ بریں ہماری حیات اللہ تعالےٰ کی حیات سے مغائر ہے چنانچہ سقراط نے کہا ہے کہ باری تعالےٰ کی حیات اس کی ذاتی ہے اور ہماری حیات ہماری ذاتی نہیں ملل و نحل جلد ثانی صفحہ ۲۰۔ اس لئے کہ اس پر فنا آتی ہے اللہ تعالےٰ کی حیات پر فنا نہیں آتی اور ظاہر ہے کہ فنا اسی کو ہے جو مخلوق ہے۔ ارسطو نے کہا کہ بدن کے پیدا ہونے کے وقت روح پیدا ہوتی ہے اور بدن کے وجود سے پہلے ہونا ممکن نہیں۔ ملل و نحل جلد ثانی صفحہ ۱۴۳۔ اور جب روح مخلوق ہوئی تو حیات کے مخلوق ہونے میں کیا کلام رہا اور جب حیات کا مخلوق ہونا ثابت ہوا تو موت جو اس کا قسیم یعنی ہم پلہ اور جوڑ ہے یا یوں کہو کہ حیات کی ضد ہے اور جس چیز کے واسطے ضد ہو وہ حادث ہے کیونکہ ضد اور ند کا نہ ہونا صرف باری تعالےٰ کے لئے خاص ہے۔ تو اب یہ آریہ پارٹی کا کہنا کہ مادہ اور روح قدیم ہے اس کی ترکیب سے جہان نمایاں ہوجاتا ہے اور تفرق سے عالم تباہ اور فنا ہوجاتا ہے خدا تعالےٰ کی قدرت یا حکم کو اس میں دخل نہیں ہے اور قیامت کے منکر ہیں اور ویدوں کی درافشانی یوں ہوئی کہ پرمیشور کے اعضا اور اجزا ہی جہان بن گئے ہیں۔ اس کا منہ برہمن بن گیا۔ ہاتھ راجپوت بن گئے۔ سر آسمان بن گیا۔ آنکھیں تارے بن گئے۔ رانیں کاشتکار بن گئے۔ پیر چمار بن گئے جیسا کہ وید کے پرش سکت میں ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ کہاں بہکتے پھرتے ہو سیدھی بات کیوں نہیں کہتے کہ اللہ تعالےٰ سب کا خالق مالک ہے جس عقل پر تم مغرور ہو اس سے کچھ بھی کام نہیں چل سکتا چنانچہ ظاہر ہے کہ سب کے سب عقلمندی کرتے ہو پھر سب کی ایک بات کیوں نہیں اور جب اختلاف ہے تو سچا کون ہے اور سب سچے ہیں تو یہ محال عقلی ہے اور اگر تعدد حق کا ممکن ہے تو پھر یہ بھی ممکن ہے کہ تمہارے مخالف بھی حق پر ہوں پھر دوسروں کا ابطال کیوں کرتے ہو۔ بس اس گرداب میں فلاسفروں کے نزدیک آسمان کوئی چیز نہیں اور خود پنڈت دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں آسمان کے وجود کا انکار کیا ہے اور ویدوں نے بتلایا کہ پرمیشور کا سر

(اسلام اور [illegible]) [illegible] قیمت ۳ر منیجر

آسمان بن گیا اگر وید کو سچا کیا تو یہ مصیبت ہے کہ قرآن کی تصدیق لازم آئی اور پنڈت جی بے علم ٹھہرے اور اگر فلسفہ اور پنڈت سچے ہیں تو وید خلاف عقل اور غلط ٹھہرا اور خلاف عقل اور غلط چیز پر ایمان لانا درست نہیں پس ہندو دہرم سے ناتہ دہو نے پڑے اور اگر تم نے اپنے آپ کو بنایا تو معدوم کو موجود قرار دیا اور یہ عند العقل محال ہے اور اگر پرمیشور روح و مادہ تینوں چیزیں قدیم ہیں پرمیشور نے روح اور مادہ پر قبضہ پا کر ان کی ترکیب سے جہان بنانا شروع کر دیا ہے تو یہ بھی پوچ قول ہے کیونکہ برابر کی تین چیزوں میں سے ایک کا دو پر غالب آ جانا خلاف عقل ہے کیونکہ ترجیح بلا مرجح لازم آتا ہے اور یہ سب باطل۔ نیز بدوں کسی حق کے کسی شے پر قبضہ و تصرف کر لینا ظلم ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی ذات کی طرف ظلم کی نسبت نہیں ہو سکتی۔ علاوہ بریں عند العقل اس امر پر کونسی دلیل قائم ہے کہ پرمیشور نے روح و مادہ پر قبضہ و تصرف کر کہا ہے ممکن ہے کہ روح نے مادہ اور پرمیشور پر قبضہ کر کے ان دونوں کی ترکیب سے جہان کو بنا رکھا ہو اور ممکن ہے کہ مادہ نے روح اور پرمیشور پر قبضہ پا کر ان دونوں کے جوڑ توڑ سے جہان بنا رکھا ہو۔ اگر کہیں کہ مادہ میں تو جان و شعور نہیں جیسا کہ ذرات کے . . . . مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور روح بدن میں آتی جاتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تصرف کرنے والا پرمیشور ہے تو جواب دینے والا کہہ سکتا ہے کہ تم کہتے ہو کہ ذرات مع اپنی صفات کے قدیم ہیں چنانچہ ستیارتھ پرکاش میں زور شور کے ساتھ اس کی بحث موجود ہے پس جسطرح ذرات میں ترکیب سے مجرد ہونے کے وقت ان کی صفات موجود غیر محسوس ہیں اسی طرح ممکن ہے کہ ان میں شعور وغیرہ بھی موجود ہو نامحسوس ہو اور بدن میں آنے جانے والے کو روح مشہور کر رکہا ہے اس پر کون سی دلیل ہے ممکن ہے کہ یہ شہرت غلط ہو اور وہ حقیقت میں پرمیشر ہو جیسے آسمان مشہور ہے اور تمہارے استاد فلاسفر کہتے ہیں کہ یہ شہرت غلط ہے اور آسمان کوئی چیز نہیں اور تم نے ان کے قول کی خاطر اس شہرت کو جھوٹ قرار دیدیا اسی طرح بدن میں آنے جانیوالی یا موجب حیات کے روح ہونے کی شہرت کو ہم نے جھوٹ قرار دیدیا۔ اور یوں کہتے ہیں کہ بدن میں آنے جانیوالے کا نام پرمیشور ہے اور اجسام کی ترکیب پرمیشر اور مادہ سے ہوتی ہے اور ترکیب دینے والے کا نام روح ہے۔ یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ انہیں لوگوں کا قول بہت ٹھیک ہے جو روح اور مادہ کو مخلوق بتاتے ہیں کیونکہ جب پرمیشر

کو ان پر قبضہ کر لینا جائز ہے تو پیدا کرنا کیوں جائز نہیں۔ غیر مخلوق چیز پر بدوں استحقاق قبضہ کرنے میں تو ظلم کا شبہ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اس سے پاک ہے اور خالق کہنے میں کوئی عذر نہیں کیونکہ اس کو خالق مالک سب ہی کہتے ہیں کوئی خوشی سے کہتا ہے کوئی لاچاری اور رسم سے کہتا ہے۔ بیشک اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ کہیتی اور پہل پہول کی پیداوار اور بارش کا ہونا اور اس کی کمی بیشی وغیرہ جو ہمیشہ ہوتی رہتی ہے ان میں سے کسی چیز کو اپنی خیالی عقل کے قاعدے اور ضابطے میں محدود کر کے دکہلاؤ تو بدیہی بات ہے کہ یہ چیزیں کسی قاعدے میں محدود نہیں ہو سکتیں یعنی کوئی شخص ایسا کوئی قانون نہیں بیان کر سکتا کہ یہ کارخانے اسی کے موافق ظہور میں آتے رہیں کبھی اس کا خلاف نہو۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ اگر یہ بات ممکن ہوتی تو قحط سالی اور فراخ سالی اور بارشیں وغیرہ کے بارے میں جوتش والوں کی صدہا پیشینگوئیاں غلط نہ نکلتیں کہیتی اور میوہ جات پہل پہول وغیرہ کی پیداوار میں بڑی بڑی تدبیریں اور محنتیں صدہا۔ ہزارہا دفعہ رائگاں نہ جاتیں اور چیزیں تو بہلا غیر ہیں خود انسان کی پیدائش کو دیکھو کوئی تو ہمیشہ تدبیریں اور طرح طرح کے سامان کرتا ہے لیکن ایک بچہ بھی پیدا نہیں ہوتا۔ کسی کے اس کثرت سے اولاد ہوتی ہے کہ گھبرا جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ اولاد نہو لیکن ہوتی ہی رہتی ہے۔ کسی کے برابر پیدا ہوتی رہتی ہے اور زندہ نہیں رہتی کسی کے لڑکیاں ہوتی ہیں لڑکا ایک بھی نہیں ہوتا کسی کے صرف لڑکے ہوتے ہیں لڑکی ایک بھی نہیں ہوتی پھر ان کے خوبصورت۔ بدصورت اور ذہین و غبی وغیرہ ہونے میں نہ ماں باپ کا اختیار نہ کسی حکیم و ڈاکٹر کا۔ اس سے بھی بڑھکر یہ بات ہے کہ ہزاروں مرتبہ دیکھا سنا جاتا ہے کہ انسان خود اپنے کہانے پینے۔ سونے۔ جاگنے وغیرہ بہت سی باتوں میں حیرانی پریشانی اٹھاتا ہے اور بڑے بڑے طبیب و ڈاکٹر طرح طرح کی تدبیریں کر کے تہک جاتے ہیں مگر اس کی اصلاح نہیں ہوتی اور طبیب و ڈاکٹر بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں کہ خدا جانے کیا بات ہے اگر نہیں بھی کہیں تاہم بات یوں ہی ہے کیونکہ جو کسی کا معالج ہے اس سے نہیں ہو سکتا کہ نقصان کو اور اس کی اصلاح کو جاننے اور عمل میں نہ لائے شاذ و نادر کہیں بدبختی کا بھی موقع ہو لیکن ہزاروں جگہ تو ایسی ہی ہوتی ہیں جہاں بدبختی ممکن نہیں پس لامحالہ ماننا پڑیگا کہ طبیب و ڈاکٹر نے اس نقصان کو اور اس کی اصلاح کو نہیں سمجھا اور خود دیکھ لو کہ شیخ بو علی سینا ایسا شخص

کہ بڑے بڑے حکماء کا معتمد اور مستند بلکہ پیشوا سمجھا گیا ہے۔ ملل ونحل جلد ثانی صفحہ ۵۰۔ علاوہ بریں ان کا یہ شعر مشہور ہے ؎

ہرگز دل من ز علم محروم نشد ✦ کم بود ز اسرار کہ مفہوم نشد
ہفتاد و دو سال فکر کردم شب و روز ✦ معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد

یعنی میں نے بہت علوم حاصل کئے اور بہت باریکیاں اور اسرار علوم کھلے لیکن بہتر سال کی جانکاہی اور محنت کے بعد یوں سمجھ میں آیا کہ معلومات الٰہی میں سے ابھی تک کوئی حصہ بھی معلوم نہیں ہو چکا۔ اب غور کا مقام ہے جو عقل وعلم اپنے جیسی حالات جاننے سے عاجز قاصر ہے کیا اس کو یہ حق ہے کہ زمین و آسمان اور موت و حیات اور حشر و نشر اور دوزخ و جنت وغیرہ کے بیانات قرآنی کا اس بنا پر انکار کر دے کہ عقلی دلائل کے خلاف ہے لہٰذا تسلیم کے قابل نہیں۔ استغفر اللہ کیا ہماری عقل اور کیا اس کے دلائل۔ اور اس بحث میں یہ بات بھی نقل آئی کہ تناسخ جسکو ہندی میں آواگون کہتے ہیں متقدمین فلاسفہ کے قول سے وہ بھی رد ہوا کیونکہ بقول ارسطو جسم کی روح اسی وقت پیدا ہوتی ہے جس وقت وہ جسم پیدا ہوتا ہے۔ ملل ونحل جلد ثانی صفحہ ۲۲۔ اور ارسطو اس کے استاد افلاطون دونوں کا قول ہے کہ جسم سے جدا ہونے کے بعد بھی اس خاصیت کے ساتھ باقی اور قائم رہتی ہے جو اسکو جسم کے ملنے سے حاصل ہوئی ہے۔ ملل ونحل جلد ثانی صفحہ ۲۲۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جو روح ایک مرتبہ کسی جسم میں داخل ہو چکی اس کا دوسرے اجسام میں جانا محال ہے کیونکہ ایک جسم میں بہت سی روحوں کا جمع ہونا اور ایک جسم میں آدمی کا ایک وقت میں موجود ہونا اور صدہا ناموں سے اسکو نامزد کرنا صحیح ٹھہریگا اور یہ ممکن نہیں پس ثابت ہوا کہ جو روح ایکدفعہ کسی جسم میں رہ چکی ہے۔ وہ دوسرے جسم میں اپنی خصوصیت رکھتی ہے کہ دوسری کے ساتھ مشابہ نہیں ہو سکتی۔ ملل ونحل جلد ثانی صفحہ ۲۲۔ اور فی الحقیقت مشاہدہ بھی ایسا ہی ہے کہ بیشمار انسان اور حیوان ہر وقت میں موجود رہتے ہیں مگر ہر بھائی بہن اور باپ بیٹوں کی بھی شکل و صورت اور عادت وغیرہ میں بہت فرق ہوتا ہے اور یہ اختلاف اس امر پر دال ہے کہ ہر ایک روح اور جسم کی خاصیت میں کوئی ایسا تفاوت ہے جسکی وجہ سے صورت و عادت وغیرہ میں اختلاف ہے اسی واسطے زرد رنگ دبلے آدمی کو کہدیتے ہیں کہ صفراوی مزاج ہے سفید رنگ موٹے تازے کو دیکھکر کہدیتے ہیں کہ بلغمی مزاج ہے اور جب ہر ایک کی خاصیت موجب اختلاف ہے اور ہر ایک کی خاصیت اس کی ذات سے کبھی جدا نہیں ہو سکتی۔ تو ایک روح کا ایک جسم میں رہنے کے بعد دوسرے جسم میں جانا اگر تسلیم کیا جائے تو دو خاصیتوں کا جمع ہونا لازم آیا اور پھر کسی اور جسم میں جائیگی۔ اسیطرح سینکڑوں ہزاروں خاصیتوں کا ایک جسم میں جمع ہونا اور اسی طرح بہت سی صورتوں اور عادتوں کا ایک جسم میں نمایاں ہونا لازم آیا اور یہ خلاف مشاہدہ ہے پس آواگون کا مسئلہ عندالعقل باطل ہوا۔ آریوں کی فلسفیت رخصت ہوئی اور افلاطون نے یہ بھی کہا ہے کہ نیک آدمی کی روح بدن سے جدا ہونے کے بعد روحانیوں میں جا ملتی ہے اور ابدی عیش حاصل ہو جاتا ہے اور بد آدمی کی روح خبیث روحانیوں میں جا ملتی ہے اور ابدی عذاب میں مبتلا ہوتی ہے۔ ملل ونحل جلد ثانی صفحہ ۲۳-۲۴۔ اس قول سے آواگون باطل ہوا اور شریعت اسلام کے موافق علیین اور سجین اور جنت و دوزخ کا ثبوت ہوا۔ اور روح و مادہ حادث ٹھہرا اور آریہ لوگوں کا وہ کلیہ ٹوٹ گیا کہ جو ازلی نہیں ہے وہ ابدی نہیں ہو سکتا کیونکہ افلاطون نے اس کے عذاب و ثواب کو ابدی کہا اور ارسطو نے روح کا حادث ہونا کہا اور جب حکما کا متفق علیہ قول ہے کہ ازلی اور قدیم صرف باری تعالیٰ کی ذات ہے باقی کسی چیز کا وجود اس کے ساتھ نہیں۔ ملل ونحل جلد اول صفحہ ۲۲۶ و جلد ثانی صفحہ ۱۰۔ تو خواہ روح ہو خواہ مادہ ہو خواہ کوئی اور چیز ہو باتفاق حکما کو حادث ٹھہری اور جو حادث ہے وہ ازلی نہیں تو اس اصول کے رو سے باتفاق حکما روح ازلی نہیں پس آریوں کا یہ دعویٰ کہ روح اور مادہ ازلی ہیں باتفاق حکما باطل ہوا۔ ہم کو کچھ ضرورت نہیں کہ اپنے کسی دعویٰ کی تائید میں کسی حکیم یعنی فلسفی کا کوئی قول پیش کریں۔ کیونکہ انکی سب باتیں قیاسی ہیں اور قیاس ہمارے نزدیک کوئی حجت نہیں مگر آریہ لوگوں نے جو شور مچا رکھا ہے کہ ہم بڑے فلسفی ہیں اور قرآن کی باتیں خلاف حکمت ہیں انکی یہ تقریر لکھی گئی تاکہ عام طور پر ظاہر ہو اور ثابت ہو جائے کہ آریہ جسطرح صداقت مذہب کے دعویٰ میں خالی ہاتھ ہیں اسی طرح حکمت و فلسفہ کے شور و غوغا میں بھی نرے ڈھول کے پول ہیں۔ اور قرآن پاک جسطرح اپنی فصاحت و بلاغت اور حسن ہدایت اور استحکام قواعد اور تاثیرات میں یکتا اور بے مثل ہے اسی طرح حکمت میں بھی لاثانی ہے بلکہ جس نے غور کیا ہے جان لیا ہے اور جو کوئی جب کبھی تعصب سے خالی ہو کر غور کریگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جان لیگا کہ حکمت کی بات وہی ہے جو قرآن کے موافق ہے اور جو بات قرآن کے موافق نہیں وہ حکمت نہیں اگرچہ حکیم ہی کی زبان یا قلم سے نکلی ہو کیونکہ قیاس مشاہدہ کو مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا حکیموں کی باتیں قیاسی ہیں اور قرآن کی باتیں مشاہدہ سے ہیں اور بعض حضرات یہ جو کہہ دیا کرتے ہیں کہ مخالفین کو جواب دینے کیلئے منطق و فلسفہ دریافتی کی ضرورت ہے کیونکہ وہ قرآن کو تسلیم نہیں کرتے ہیں عقلی دلائل سے قائل ہوں گے گویا ان کے نزدیک قرآن مجید مخالفین اسلام کو عاجز و ساکت کرنے یا ہدایت پر لانے کا کام نہیں دے سکتا ہمیں عقلی دلائل نہیں ہیں ہم بہت عاجزی سے انکی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ اگر سچے ہیں تو ان آیتوں میں جو سورہ ابراہیم

یعنی اے رسول تو اس قرآن کے ذریعہ سے تمام جہان سے مقابلہ اور مناظرہ کر۔ وہ کافی ہے اور فلسفیوں کے ڈھکوسلے کافی ہوں۔ فقط منظر حسن از مقام رام دیوالی (اسکا تو یہ گمان کو سمجھانے کیلئے نہیں کہ اور ت کو استعمال کرنا ضروری ہے جیسے ہندیوں کو سمجھانے کے لئے اردو اور انگریزوں کو سمجھانے کیلئے انگریزی کی ضرورت ہے ایڈیٹر)

فتاوے

یہ بات کئی ایک دفعہ ظاہر کی گئی ہے کہ سوالات اس قدر ہیں کہ چھ چھ ماہ کے بعد نوبت آتی ہے اسلئے سائلیں بدگمانی نہ کریں۔

آئندہ کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ ہر سوال کے ساتھ ایک پیسہ آیا کرے اگر قلمی جواب مطلوب ہو تو فی سوال دو پیسے۔ یہ کل پیسے غریب فنڈ میں ڈالے جائیں گے جس سے دینے والوں کو دگنا ثواب ہوگا۔

امید ہے کہ سائلیں اس معمولی فیس کو بڑی خوشی سے برداشت کرینگے

ابوالوفاء

س نمبر ۱۷۰۔ جنگلی شکار کے ذبح کرنے کی نسبت شریعت کیا حکم ہے چونکہ حضرت محمد مصطفےٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شکار تیر سے ہوتا تھا لیکن فی زمانہ جنگلی شکار بندوق سے کیا جاتا ہے اس لئے صحیح جواب حدیث و قرآن سے ہو کہ کس حالت میں جنگلی شکار حلال ہے اور کب مردار ہے

س نمبر ۱۷۱۔ جنگلی جانوروں کا سر بنا کر دیوار میں لگانا کیسا ہے۔

س نمبر ۱۷۲۔ اسوقت نرخ غلہ نقدی فی روپیہ ۱۳ سیر ہے کسی کاشتکار کو واسطے تخم ریزی کے ادھار فی روپیہ ۱۲ سیر یا اور کچھ کم دیا۔ اور اقرار یہ کیا کہ فصل میں بالعوض ان روپیوں کے جو نرخ غلہ کا ہو یہی قسم غلہ ہو یا دوسرا ہو بموجب نرخ کے دیدینا کیا اس قسم کی بیع شرعاً جائز ہے؟

س نمبر ۱۷۳۔ اسوقت نرخ گیہوں بمبلغ [illegible] فی مانی (۱۲ من) ہے کسی کاشتکار کو واسطے تخم ریزی کے ادھار فی مانی مبلغ [illegible] یا [illegible] ہی کا دیا۔ اقرار یہ کیا کہ فصل پر بالعوض ان روپیوں کے گیہوں مبلغ [illegible] فی مانی لیں گے کیا یہ جائز ہے یا نہ۔

س نمبر ۱۷۴۔ بعد ہو جانے احتلام نماز کے لئے کیا حکم ہے یہ ضرور ہے کہ احتلام سے منی کپڑے اور جسم کو لگے کیا ایسی حالت میں غسل کرنا چاہئے یا کہ کپڑا اور جسم دھو ڈالنے سے پاکی حاصل ہو سکتی ہے اور اگر بحالت احتلام کپڑے اور جسم کو نہ دھوئے اور نماز پڑھ لے تو کیا یہ نماز دوہرائی جاوے یا نہ (خریدار نمبر ۸۲۰ از سوہاگ پور)

ج نمبر ۱۷۰۔ بندوق کے شکار کے جواز میں علماء کا اختلاف ہے مگر راجح مذہب یہی معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے جیسا تیر ہے ویسی بندوق

ج نمبر ۱۷۱۔ اگر کسی واقعی مطلب کے لئے ہے یا زینت مکان کیلئے تو کوئی حرج نہیں اور اگر کسی شرک کی رسم کیلئے ہے تو ناجائز ہے۔

ج نمبر ۱۷۲۔ جائز ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن البیعتین فی بیعۃ واحدۃ۔ یعنی آنحضرت نے منع فرمایا کہ ایک بیع میں دو بیعتیں ہوں اسکی کئی ایک تشریحیں ہیں صحیح تشریح کے مطابق یہ صورت اس میں نہیں۔

ج نمبر ۱۷۳۔ غلہ کو روپیوں کے عوض جس طرح چاہے بیچ لے اور ان روپیوں کے عوض جو چاہے لے لے۔ جائز ہے مگر غلہ کو غلہ کیساتھ ادھار بیچنا جائز نہیں۔

ج نمبر ۱۷۴۔ احتلام میں اگر تری معلوم ہوتی ہے تو غسل واجب ہے اگر تری نہیں۔ تو نہیں۔ اگر بے غسل کئے اور کپڑا دھوئے نماز پڑھ لے۔ تو مکرر نماز پڑھے۔

س نمبر ۱۷۵۔ جو شخص تمام عمر میں نماز تہجد باوجود جاننے فضائل کے بلا عذر قصداً نہیں ادا کرے آیا وہ شخص از روئے شرع شریف مرتکب گناہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

س نمبر ۱۷۶۔ ایک شخص روزگار پیشہ جو بہ نیت کشادہ دستی بخوف کشادہ دستی اپنی مواجب اپنا ماہ بماہ اخراجات لانے کے سود پوسٹ آفس میں جمع کرتا ہے۔ قانون آفس اظہر من الشمس ہے آیا جمع کنندہ سود لے سکتا ہے کہ نہیں؟ ہر چند خواہش سود لینے کی اسکی نہیں ہے۔

س نمبر ۱۷۷۔ کسی شخص نے کسی شخص سے یہ پوچھا کہ آج تم نے اپنی منکوحہ سے صحبت شب کی ہے یا نہیں ایسا پوچھنا جائز ہے یا نہیں؟

راقم شیخ علی جان مدرس بدروازہ منشی نواب الدین احمد ضلع [illegible]

ج نمبر ۱۷۵۔ نماز تہجد کی بہت بڑی فضیلت آئی ہے مگر نہ پڑھنے والا کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب نہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نہ پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔

ج نمبر ۱۷۶۔ پہلے بھی ایک دفعہ یہ مسئلہ لکھا گیا تھا۔ کہ ڈاکخانہ سے سود لیکر کسی خیراتی کام میں خرچ کر دے تو غالباً گناہ نہیں۔ کیونکہ نہ لینے میں کسی مسلمان کا فائدہ نہیں بلکہ کسی کا بھی نہیں صرف سرکار کا ہے جس کا وجود محض ایک خیالی ہے کسی

ahmadimuslim.de

کا کام نہیں ہے۔ اور ایک خیراتی کاموں میں دینے سے بہت سے لوگوں کا فائدہ ہے۔
(یہ میرا ناقص خیال ہے ممکن ہے غلط ہو)

ج نمبر ۱۷۷:۔ یہ سوال بہت معیوب ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ سب خیانتوں سے بڑی خیانت یہ ہے کہ رات کو مرد اپنی عورت سے ملے اور صبح کو اوسکا پردہ فاش کرے۔ پس جس سوال کے جواب کو قبیح سمجھا گیا ہے۔ اس سوال کا حکم بھی وہی ہے۔

س نمبر ۱۷۸:۔ زیور کی زکوٰۃ جائز ہے یا نہیں؟

س نمبر ۱۷۹:۔ اور جو مولیشی نفع کے واسطے خرید ہو جاتے ہیں یعنی اس نیت سے کہ ان کو فروخت کر کے نفع حاصل کرینگے۔ ان کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟ (راقم:۔ منشی کریم بخش خریدار اخبار ہذا)

ج نمبر ۱۷۸:۔ زیور کی زکوٰۃ دینی جائز ہے۔ مگر فرض ہونے میں اختلاف ہے خاکسار کے نزدیک راجح مذہب یہی ہے کہ فرض نہیں زیور مثل کپڑوں کے ہے

ج نمبر ۱۷۹:۔ جو مال فروخت کیلئے ہو اوس پر زکوٰۃ واجب ہے حدیث شریف میں آیا ہے

س نمبر ۱۸۰:۔ نماز سنت یا فرض میں۔ بعد الحمد شریف کی سورت کو پہلی رکعت میں پچھلی سورت اور دوسری میں پہلی سورت غلطی سے پڑھی جاوے۔ یعنی الم یا الف پہلے اور الم ترکیف بعد میں۔ تو نماز درست ہے یا کیوں کر؟

س نمبر ۱۸۱:۔ امام جو سہ رکعت نماز ادا کرچکا ہے مقتدی چوتھی رکعت میں شامل ہوا۔ اب مقتدی کس کس رکعت میں سورت بعد الحمد شریف پڑھیگا

ج نمبر ۱۸۰:۔ نماز درست ہے قرآن مجید میں ہے۔ فاقرءوا ماتیسر من القرآن یعنے جہاں سے آسان ہو۔ قرآن پڑھ لو۔ حدیثوں میں بھی ایسا ہی آتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ سورہ کہف پہلی رکعت میں پڑھی اور سورہ یوسف دوسری میں۔ ہاں بعض علماء اسکو مکروہ تنزیہی کہتے ہیں۔ مگر نماز ان کے نزدیک بھی جائز ہے۔

ج نمبر ۱۸۱:۔ اس مسئلہ میں بھی علماء سلف کا اختلاف ہے بعض تو کہتے ہیں کہ مقتدی مسبوق ترتیب سے پڑھے یعنے جو رکعت اس نے امام کیساتھ پڑھی ہے اوسکو اپنی پہلی سمجھے۔ اس سے بعد والی کو دوسری تیسری۔ تو اس مذہب پر صرف دوسری رکعت میں مقتدی الحمد اور سورہ شریف پڑھیگا۔ تیسری اور چوتھی میں فقط الحمد۔ بعض علماء سلف کا

مذہب ہے کہ مسبوق جب اکیلا ہو کر نماز پڑھنے لگیگا۔ تو اس وقت سے اوسکی ابتدا ہوگی اور جو امام کے ساتھ پڑھی ہے وہ اسکی آخری ہوگی پس اس مذہب کے مطابق مسبوق اپنی جداگانہ نماز کی اول اور دوم رکعت میں فاتحہ اور سورت پڑھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ما فاتکم فاقضوا یعنے جو گذر گیا وہ پورا کرلو۔ اس حدیث کے معنے دونوں طرح کے ہوسکتے ہیں مقتدی مذکور کو اختیار ہے۔ جس طرح چاہے کرلے اس میں کوئی سختی نہیں۔

س نمبر ۱۸۲:۔ ایک شخص کے پاس کچھ روپیہ ہیں اور وہ ان روپیوں کی زکوٰۃ دے چکا ہے ایک سال تک روپیہ یونہی رکھی ہے کچھ روزگار نہیں کیا گیا۔ ایسی رقم کی زکوٰۃ پھر دوسرے سال بھی دینا چاہئے۔

س نمبر ۱۸۳:۔ جس شخص نے ایک رکعت وتر پڑھی اسکو صبح کی نماز میں دعا قنوت پڑھنا ضرور ہے یا نہیں کیونکہ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ جس نے ایک رکعت وتر پڑھی ہیں اس کو صبح ضرور دعاء قنوت پڑھنا چاہئے ورنہ اس کا وتر نہ سمجھا جائیگا۔ خریدار اہل حدیث نمبر

ج نمبر ۱۸۲:۔ زکوٰۃ بیشک ادا کرے اگر روپیہ کو بیکار رکھا ہو تو یہ اس کا قصور ہے۔ شریعت اپنا حق نہیں چھوڑیگی۔

ج نمبر ۱۸۳:۔ صبح کی نماز میں قنوت پڑھنا ضروری نہیں خواہ وتر ایک پڑھے یا تین۔ پانچ پڑھے یا سات۔ وتروں کا اثر صبح کی نماز پر کوئی نہیں۔

س نمبر ۱۸۴:۔ ایک شخص قرآن و حدیث کا پابند ہو اگر وہ شخص واقعی راہ راست پر لانے کے لئے یا مصلحت سمجھکر کوئی ایک سنت کو ترک کرے تو ایسا ترک کرنا جائز ہوگا۔ یا نہیں۔

س نمبر ۱۸۵:۔ اکثر فقیر و منگتا مانگنے کے لئے مشرکانہ سوال کرتے ہیں۔ کہ تیرے پیران پیر دستگیر رہیں یا امام حسین تیری مراد دل برلاویں اور ایسے سوالات کے ساتھ ضمنی نام خدا کا ملا دیا جاتا ہے۔ تو ایسے فقیروں کو خیرات دینا ثواب ہے یا عذاب؟ (راقم غلام دستگیر از سیتاپور دکن)

ج نمبر ۱۸۴:۔ بہ مصالح عامہ کسی لحاظ سے کسی سنت امر کا چھوڑ دینا جائز ہے مگر اس کی نسبت کا اظہار کر دینا چاہئے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت فرماتے ہیں اگر لوگ نئے نئے مسلمان نہ ہوتے تو میں ۔۔۔۔ از سرے کر دیتا۔ یہ مصالحت عامہ کے لحاظ سے نہیں کیا مگر منشاء مبارک ظاہر کر دیا۔

ج نمبر ۱۸۵:۔ قرآن مجید میں سائلوں کو جھڑکنے سے منع آیا ہے اس میں

انتخاب الاخبار

افسوس جناب مولانا ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب امین اہلحدیث کانفرنس کی والدہ مکرمہ طاعون سے انتقال کر گئیں +

میاں مولا بخش رنگریز سٹریال ضلع سیالکوٹ کی بیوی انتقال کر گئیں +

شیخ محمد حسین شاہ پوری ضلع سارن بھی طاعون سے انتقال کر گئے ناظرین سے تینوں مرحوموں کے لئے جنازہ غائب کی استدعا ہے امرتسر میں پڑھا گیا۔ اللھم اغفرلہ ۔

افسوس مولانا عبد الجبار صاحب عمرپوری رکن انتظامیہ اہلحدیث کانفرنس کی آنکھ میں اب قدرے آرام ہے ناظرین صحت کاملہ کیلئے دعا کریں۔

دالاپور ضلع دوسکا (بنگال) کا جلسہ بڑی شان وشوکت اور خیر وخوبی سے تمام ہوا۔ ہزارہا آدمیوں کا مجمع تھا مہتمم ان جلسہ کا انتظام معقول تھا مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب نے حسب عادت ہزاروں آدمیوں سے خصوصیت ندوہ کا بخوبی وعدہ لیا۔ خدا انکو ثابت قدم رکھے +

افسوس انجمن حمایت اسلام لاہور کا جلسہ (بقول اخبار وطن) اب کی دفعہ بے رونق رہا۔ بڑے بڑے لیکچرار جو خلق کو کشش کرنیوالے تھے کسی وجہ سے نہ آسکے۔ چندہ قریباً بیس ہزار روپیہ ہوا (اللھم زد فزد)

آریوں کے گروکل ہردوار کا جلسہ بڑی شان وشوکت سے ہوا۔ حاضرین کی تعداد ہزارہا تھی۔ چندہ بھی قریباً ساٹھ ستر ہزار روپیہ ہوا کیا مسلمان ایسے ہی پست ہمت ہیں کہ تمام ملک بھی آریوں کی مٹھی بھر جماعت صرف گھاس پارٹی کا بھی مقابلہ نہ کر سکیں۔ ان دونوں جلسوں سے تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اللھم نبھنا ولا تفقدنا

امسال تمام اطراف ہندوستان میں طاعون کی شدت ہے۔ پنجاب کے صدر مقام لاہور میں بہ نسبت دوسرے مقاموں کے شدت ہے امرتسر میں بھی ہے۔ مگر بحمد اللہ شدت نہیں +

گورنمنٹ رومانیہ کی تسلی بخش اطلاعات کے باوجود خبر ہے کہ لوگ اور سپاہ کے [illegible] آ رہی ہیں اور سپاہ [illegible] دیہات پر گولہ باری کر رہی ہے [illegible]

ہیں۔ سوا لاکھ کے قریب فوج مختلف مقامات پر متعین ہے بعض مقامات میں فوج کے چلے جانے کے بعد از سر نو بغاوت شروع ہو گئی ہے۔

بقول ایک انگریزی فاضل کے سلطنت عثمانیہ کی حدود میں یورپ میں ۳۰ ہزار مدرسے اور کالج ہیں۔ جن میں ۱۵ لاکھ کے قریب لڑکے پڑھتے ہیں +

مفتی چین کے قول کے مطابق اس وقت چین میں قریباً ۴ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ اور امید ہے کہ تعداد نمایاں ترقی حاصل کریگی کیونکہ چینی روز بروز اسلام اختیار کر رہے ہیں +

بقول اخبار المؤید حجاز ریلوے لائن بہت جلدی ڈالنے اور پٹریاں بچھانے کا کام بہت سرعت سے ہو رہا ہے۔ لائن ایک ہزار کیلومیٹر تک بن چکی ہے اور مدینہ منورہ تک بہت تھوڑا فاصلہ باقی ہے +

علاقہ گیا کے ایک پنڈت راجپوت جی مقام پورنیہ میں مشرف باسلام ہوئے اسلامی نام ہدایت اللہ رکھا گیا۔ آپ فارسی اور انگریزی خواندہ اور صاحب جائداد بھی ہیں۔ عمر ۲۵ سال ہے +

مقام پورنیہ میں بقرعید کے روز جو بعض ہندوؤں نے مسلمانوں کی مسجد پر حملہ کیا تھا۔ اور مسلمان لڑکوں کو مار پیٹا تھا۔ ان میں سے بارہ مجرموں کو ڈیڑھ سے دو ماہ تک قید کی سزا ہوئی۔

رنگون میں تجویز ہے کہ طاعونی معائنہ کے قواعد بالکل اڑا دیئے جائیں +

ملک پرتگال میں عورتیں بھی مونچھیں لگاتی ہیں اور نوجوان عورتیں تو اس کی نہایت شائق ہیں۔

چنار ضلع مرزاپور میں امام الدین نامی بہشتی کو جسنے مسٹر کمنز پر قاتلانہ حملہ کیا تھا ۲ سال قید سخت کی سزا ہوئی +

ژالہ باری سہارنپور میں ژالہ باری تین گھنٹہ کے اندر تین مرتبہ ہوئی۔ تمباکو بالکل مارا گیا۔ سردی بڑھ جانیکی وجہ سے تھونیا اور طاعون کی وارداتوں میں بھی اضافہ ہو گیا +

بیت المقدس اور مکہ معظمہ میں قحط پڑا اور ہیضہ بہت زور سے اور جدہ میں طاعونی کیس بکثرت ہو رہا ہے [illegible] جدہ میں پریشانی پھیلی ہوئی ہے۔ خدا کی پناہ ۔

تازہ ترین رپورٹ مظہر ہے کہ عثمانیہ قلمرو کی ریلوے لائن سے اس وقت

[illegible]

مفت نسخہ جات خود بنا لو

بال صفا پوڈر، عرق، تیل، صابون

کافور، گولی، بام، گلاس

امرت کی دھارے

پنڈت ٹھاکر دت شرما مالک رسالہ دیش اپکارک لاہور ایڈیٹر
ویش اپکارک و ڈاکٹر مصنف ... چوک متی لاہور